فطرے کی اہمیت

علامہ سید محمد مرضی مجتہد طاب ثراہ

فطرہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور احادیث میں اسے روزوں کی قبولیت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ فطر ۲ھ میں فرض کی گئی تھی جس کے بعد ہمیشہ کے لیئے اس کا ادا کرنا ہر مسلمان پر شرعی قواعد اور شرطوں کے مطابق فرض ہو گیا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ فطرہ ادا کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ جو مسلمان فطرہ ادا کرتا ہے تو اللہ سال بھر کے لیئے موت کو اس سے دفع کر دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی معلوم رہنا چاہیئے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ جو شخص روزے رکھے صرف اسی پر فطرہ ادا کرنا فرض ہو اور جو نہ رکھے اس پر فرض نہ ہو بلکہ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔ زکوٰۃ فطرہ کو صدقۂ فطر بھی کہتے ہیں دونوں کا مطلب ایک ہی ہے زکوٰۃ یا صدقۂ فطر خود اپنی طرف سے اور ان تمام لوگوں کی طرف جو زیر کفالت وزیر پرورش ہوں ادا کرنا ہوگا۔ اس کا ادا کرنا ان لوگوں پر فرض ہوتا ہے جو شرعی اصطلاح میں محتاج نہ ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوں جن کے پاس ان کے ضروری اخراجات کے علاوہ اس قدر سامان موجود ہو جس کی مقدار نصاب زکوٰۃ کے برابر ہو اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ اس کے وجوب میں فقط اتنا ہی کافی ہے کہ سال بھر کے اخراجات کا سہارا موجود ہو۔ شوال کا چاند ہوتے ہی زکوٰۃ فطرہ کا ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے جسے نماز عید سے پہلے ہی ادا کر دینا چاہیئے۔ سرکار دوعالم نے فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''جس شخص نے نماز عید سے قبل فطرہ ادا کر دیا اس کا یہ عمل درجۂ قبولیت حاصل کرے گا۔

فطرہ کی اہمیت کے بہت سے پہلو ہیں۔ اس سے غریب و نادار طبقہ کی بہت سی حاجتیں بھی پوری ہو جاتی ہیں اور خود پیسہ والوں کے دلوں میں غریبوں کی تکلیف اور ان کے دکھ درد کا احساس بھی ابھرتا ہے اور انہیں اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ کون کون لوگ امداد لینے کے حقدار ہیں۔ اس کے علاوہ آپس میں امیروں، غریبوں اور چھوٹے، بڑوں کے درمیان اخوت و ہمدردی اور اسلامی برادری کا جذبہ اجاگر ہوتا ہے۔ ساتھ ہی روزہ میں جو کوتاہی ہو گئی ہو وہ بھی دور ہو جاتی ہے اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ جو لوگ اصطلاح شریعت کی بنیاد پر فقیر و محتاج کہے جاتے ہیں ان سے صدقۂ فطر کی ادائیگی ساقط ہے لیکن اگر وہ کسی نہ کسی صورت سے اس کو ادا کر دیں تو انہیں بھی اس کا ثواب ضرور حاصل ہوگا۔ رہا زکوٰۃ فطرہ کا مصرف یعنی یہ کس کو دی جائے تو جو آٹھ مصارف اسلام نے عام زکوٰۃ مال کے مقرر کئے ہیں وہی اس کے بھی مصارف ہیں جن کا قرآن پاک میں تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ ان آٹھ مصارف میں فی سبیل اللہ کا مصرف بھی ہے جس میں وہ تمام

باتیں شامل ہیں جو تقرب الٰہی کا سبب اور وسیلہ بن سکیں۔ یہی تمام مصارف زکوٰۃ فطر کے بھی ہیں۔ البتہ رشتہ دار فقراء و مساکین ہر حال میں مقدم ہیں۔

فطرہ میں غلہ کے بجائے اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے جو لوگ عیال میں داخل ہوں اور ان کا نفقہ واجب ہو انہیں فطرہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس کو ملازمین کی تنخواہوں میں حساب نہیں کیا جاسکتا۔ فقہ حنفی میں سادات کو زکوٰۃ فطرہ نہیں دی جاسکتی مگر فقہ جعفری میں اگر زکوٰۃ فطر سادات کی ہو تو اسے سادات لے سکتے ہیں۔ غیر سادات کی زکوٰۃ سادات نہیں پاسکتے۔

فقہ حنفی کے مطابق ایک شخص کو احتیاطاً دو سیر گیہوں یا آٹا یا اس کی قیمت ادا کرنا چاہیئے۔ اس گیہوں یا آٹے سے مراد اس کی وہ قسم ہے جو عام طور پر استعمال کی جاتی ہو۔ مگر فقہ جعفری میں ایک فطرے مین احتیاطاً ساڑھے تین سیر گیہوں یا آٹا یا اس کی قیمت ادا کرنا چاہیئے جو اس کی اس قسم کے ریٹ کے مطابق ہو جسے عام طور پر سب استعمال کرتے ہوں۔

اللہ ہم سب مسلمانوں کو احکام خداوندی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بقیہ..........فروع دین)

صَنَعَتَ اَوْ لَا حَتّٰی تَاخُذَ حق اللّٰہ فی مالہ۔ (نہج البلاغہ)

جاؤ اس خدائے واحد کا خوف دل میں لئے ہوئے جاؤ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ (دیکھنا) کسی مسلمان کو ہرگز نہ ڈرانا اور ایسے وقت اس کے پاس نہ گذرنا جب وہ پسند نہ کرتا ہو۔ اور اللہ کا جو حق اس کے مال میں ہو اس سے زیادہ نہ لینا۔ جب تم کسی قبیلہ کے پاس جاؤ تو ان کے گھروں سے دور تالاب کے پاس اترو، پھر سکون و وقار کے ساتھ ان کے پاس جاؤ اور سامنے کھڑے ہو کر پہلے سلام کرو اور پورے آداب تحیہ بجالاؤ۔ پھر یہ کہو کہ اے بندگانِ خدا! مجھے خدا کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ تمہارے اموال میں جو کچھ حق خدا کا ہے وہ تم سے وصول کرلوں۔ پس اگر واقعی تمہارے پاس اللہ کا کوئی حق ہے تو اس کو ولی اللہ کے پاس پہنچادو۔ اس پر اگر کوئی یہ کہے کہ ''نہیں'' تو پھر اس سے تعرض نہ کرو اور اگر کہے کہ ''ہاں ہے'' تو اس کے ساتھ جاؤ اور بغیر ڈرائے، دھمکائے، زبردستی اور سختی کے جو کچھ وہ سونے اور چاندی میں سے دے لے، لو۔ اگر اس کے پاس مویشی ہوں اور اونٹنیاں ہوں تو ان کے گلّے میں بغیر اس کی اجازت کے داخل نہ ہو کیونکہ زیادہ حصے کا مالک تو آخر وہی ہے؛ اور جب (مالک کی اجازت سے) اس میں داخل بھی ہو تو اس طرح نہیں جیسے تسلط جمانے والے اور ظالم شخص داخل ہوتے ہیں، نہ کسی جانور کو بھڑکاؤ، نہ ڈراؤ، غرض ان کے ساتھ کوئی ایسی بات نہ کرو جو مالک کو بری معلوم ہو؛ اور مال کو دو حصوں میں تقسیم کردو پھر اس کو اختیار دے دو کہ (وہ جو حصہ چاہے لے لے) اسی طرح باقی نصف کو بھی دو حصوں میں تقسیم کردو اور اس کو اختیار دے دو (کہ جو حصہ چاہے لے لے) اور جب وہ کوئی حصہ پسند کرلے، تو اس سے اس حصہ کی بابت کچھ تعرض نہ کرو۔ پس برابر ایسا ہی کرتے رہو یہاں تک کہ فقط اس قدر مال باقی رہ جائے جس سے خدا کا حق پورا ہوتا ہے۔ بس اس کو لے لو۔ (پس اگر اس میں کوئی ایسا جانور آجائے جس کے دینے سے) مالک معافی مانگے تو معاف کردو اور تمام اموال کو باہم ملا کر اسی طرح از سر نو تقسیم کرو، یہاں تک کہ تم اس کے مال میں سے حق اللہ بھی لے لو (اور اسے شکایت کا موقع بھی نہ رہے)۔

(جاری)